سرگرمیوں میں قدغن کرتی ہے جس کی زد دینی عظمت و تقدس اور دینی افکار و نظریات پہ پڑتی ہے یا جس سے ان کے مسلک و مذہب کے ان لوگوں کی عظمت مجروح ہوتی ہے جن کا وجود دین میں اعتبار کی اور اسوہ کا مقام رکھے تو ایک اسلامی جمہوری ملک میں اسے ہرگز انتشار پسندی اور تفرقہ انگیزی پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ اس اخلاقی، سیاسی جمہوری اور دینی استحقاق کے باوجود یہاں کی اکثریت محض قومی یکجہتی اور ملکی استحکام کی خاطر یا اپنی دینی اقدار و مسلمات سے غفلت اور بے حسی کی وجہ سے اقلیتی طبقوں سے جس رواداری یا مساوات اور حسن سلوک کا مظاہرہ کرتی ہے، چاہیئے تو یہ تھا کہ اس حسن معاشرت اور فراخدلی کا خیر مقدم کیا جاتا۔ اپنے دل آزار معتقدات کو اپنے تک محدود رکھا جاتا، نہ یہ کہ پورے ملک کے سواد اعظم اور اب کے تازہ واقعات کے پیش نظر عالم اسلام، حجاز مقدس، حرمین الشریفین پر اپنے جارحانہ عزائم اور توسیعی ارادے نافذ کرانے کی سعی کی جاتی اور اس کے لئے ایسی روش اختیار کی جاتی جو نہ تو پاکستان کی سالمیت، ملت اسلامیہ کے استحکام اور بنیادی اصول سے جوڑ کھائے اور نہ اکثریت کا مسلک و مذہب اسے گوارا کر سکے

مگر یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ کوئی فرقہ یا جماعت تو کیا کوئی ایک فرد بھی اٹھ کر پورے ملک کے معتقدات اور پاکستان بلکہ عالم اسلام کے اساسی نظریہ "اسلام" کو للکار سکتا ہے۔ اسے دین اور مذہب کے ایک ایک ستون گرانے اور اسلام کے پورے فکری نظام کو تہ و بالا کرنے کی کھلی چھوٹ ہے۔ وہ ڈنکے کی چوٹ علم و شخصیت، مدرسہ و خانقاہ مسجد و مکتب، درس و تدریس، تصنیف و مطالعہ، ارشاد و تربیت، عظمت صحابہؓ غرض اسلام کی ترجمانی کرنے والے تمام مظاہر، اداروں اور شخصیتوں کو حرف غلط کی طرح مٹانے کی تبلیغ کرتا ہے۔

اہل سنت والجماعت (دوسرے الفاظ میں پاکستان کی غالب اکثریت) کی "فراخ حوصلگی" سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش شیعہ حضرات نے بھی ایرانی انقلاب کے بعد پرزور طریقے سے شروع کر رکھی ہے۔ ان کے (ایک) ذمہ دار گروہ کی جانب سے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اور عزاداری (دوسرے الفاظ میں تبرا اور صحابہؓ کے سب و شتم) کے جلسوں کو ہر قسم کی پابندی سے آزاد کرانے اور ملک میں ہر طرح کی ہڑبونگ، دنگا فساد اور تخریب کاری کی کھلی چھوٹ کے مطالبات پیش کئے جا رہے ہیں۔ ان مطالبات کی خاطر میدان کربلا، اور شریعت بل کی منظوری و نفاذ کی صورت میں لکھنؤ ایجی ٹیشن کی یاد تازہ کرنے کی دھمکیاں دی گئی ہیں۔

اکثریتی طبقہ کے علمی و فکری حلقوں نے ان انتشار انگیز باتوں کو در خور اعتنا ہی نہ سمجھا کہ ملکی استحکام اور بقاء کو عزیز رکھنے والی ان فتنہ انگیز باتوں پر غور کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا جس کی ہلاکت آفرینی کا شیعہ حضرات کے سمجھدار اور سنجیدہ حلقوں کو بھی احساس ہوگا۔ آخر یہ کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ جو ہمارے دین کے سرکاری گواہ ہیں جس قدسی صفات جماعت کے ذریعہ ہمیں قرآن و حدیث کا ذخیرہ پہنچا جن کی بے لوث قربانی اور

کوششوں کے نتیجے میں ہمیں اور ہمارے اسلاف کو کفر و شرک اور ظلم و ضلالت کی ظلمتوں کی جگہ ایمان و یقین اور عدل و انصاف کی روشنی نصیب ہوئی۔ ان کی عظمت و تقدس اور ان کی قائم کردہ بنیادوں پر تیشہ چلانے کی اجازت دی جائے! ایسے حالات میں دردمندانِ اسلام اور علماءِ دین کا یہ اولین فرض بنتا ہے کہ وہ متفق ہو کر اس بیہودہ عبارت کو تار تار کر دیں۔ بلاشبہ ایسی گستاخ زبانیں گنگ اور مکروہ اذہان شل اور جلوس مسخ اور منقش ہونے چاہئیں جن کی چیرہ دستیوں سے حضرات صحابہ کی قبیلے عظمت و تقدس ہی نہیں بلکہ تعدیل بھی محفوظ نہ رہ سکے۔

قدسیوں کی اس جماعت صحابہؓ کی تقدیس اور تعدیل پر ہمارے افکار و نظریات ہمارے قرآن، ہماری سنت اور ہمارے تمام اسلامی نظام کا مدار ہے۔ وہ دین اور شریعت کی اساس ہیں۔ وہ ہمارے قرآن کی صداقت اور ہمارے پیغمبر کی حقانیت کے گواہ ہیں۔ غیر تو غیر اپنوں میں سے بھی اگر کوئی اٹھ کر ان ستونوں کو گراتا ہے ان کی عدالت مجروح کرنے کی مذموم سعی کرتا ہے ان کی عظمت اور تقدس کو داغدار کرنا چاہتا ہے تو ہم اسے ملی خودکشی اور اپنے دین اور اپنے پیغمبرؐ کی شریعت سے دشمنی ہی سمجھیں گے۔ اور پوری خیرخواہی، اخلاق اور خدا ترسی سے اس ہاتھ، اس قلم اور اس زبان کو روکنے کی کوشش کریں گے کہ اگر دین کے یہ اولین محافظ (ظالم بدعتی، منافق، سازشی، منافق پالیسی، خودغرض یا اقرباپرور اور معاذ اللہ جابر و ظالم تھے۔ تو جو دین اور شریعت اور جو کتاب و سنت ان کے ذریعے ہم تک پہنچی اور جس پر دین کی عمارت کھڑی ہوئی۔ یہ ساری عمارت اور سارا ڈھانچہ خودبخود دھڑام سے گر پڑے گا۔ صحابہ کرامؓ کی تقدس ثقاہت اور تعدیل کا مسئلہ صرف جذبات اور نری عقیدت کا نہیں۔ اور نہ اسے تعصب اور بدخواہی پر محمول کرنا چاہئیے۔ یہ پوری شریعت اور پیغمبر اسلامؐ کی صداقت اور حقانیت کا سوال ہے جن لوگوں کی جانفشانی، اخلاص، عزیمت، ایثار، جہاد کی بدولت آج ہم مسلمان ہیں اگر ہم علم و تحقیق یا عناد و تعصب کا تیشہ ان ہی پر چلانے لگیں تو اس سے بڑھ کر ناشکری اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں بقول امام شعبی (جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں نقل کیا ہے) ہم یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہوں گے اور یہود و نصاریٰ ہمارے مقابلہ میں زیادہ مرتبہ شناس اور قدردان کہ جب ان لوگوں سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں زیادہ بہتر کون لوگ ہیں؟ تو یہود نے کہا حضرت موسیٰ کے ساتھی اور عیسائیوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کے حواری (صحابہ) اور ایک ہم ہیں کہ اپنے رسولؐ کے صحابہؓ کو بدترین امت ثابت کرنے لگے۔

کیا ہم نے کبھی غور کیا کہ اس طوفان نوحہ و ماتم میں ہمارا پورا گھر (دین و شریعت) تو نہیں ڈوب رہا؟ اور ہماری تحقیق و اکتشاف کی کلہاڑی سے قصر اسلام میں شگاف تو نہیں پڑ رہے۔

ولا فعل اللہ ذالک فاعتبروا یا اولی الابصار